Al-Qawārīr - Vol: 03, Issue: 03,
April – June. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

سعودی عرب میں خواتین کی تفریحی سرگرمیاں، قوانین میں ارتقاء وتوسیع کا مطالعہ

Recreational activities of Womens in Saudi Arabia: Study of evoulation of laws and its extention

Atallah*

Ph.D. Scholar Department of Quran & Tafsir, AIOU Islamabad

ABSTRACT

It was well documented that the physical activity level has a strong impact on indivuals better quality of life.In saudia there is lack of data regarding the positive association of physical activity, health related quality of life among the Saudi population, thus objective of this review of the evolution of womans in recreational activities in among adults with in special focus among Saudi woman in view of the existing literature. Saudi Arabia began participating in sporting events. The Saudi population expected a higher level of achievement based on human and material potential reputation and economice position on their country.Before Muhammad bin salman Saudi Arabia's Government was conservative in recreational activities of woman in sports. Now Muhammad bin salman introduced recreational steps and opportunities for woman in different fields of life. Islam encourages healthy activites with some restrictions.

Keywords: *recreational activities, Domains , restrictions, conservative*

تمہید

اقوام عالم میں صنعتی ترقی کے بعد انسان غیر فطری زندگی گزارنے پر مجبور سا ہوگیا ہے۔ معیار زندگی میں شکست نہ کھانے والا جذبہ اس پر کچھ اس طرح مسلط ہے کہ وہ فجر سے رات بستر پر دراز ہونے تک مشین کی طرح کام کرتا ہے۔اس لیے عصر حاضر میں تھکاوٹ کی دوری کے لیے تفریحی مشاغل ضرورت بن چکے ہیں۔ مشینی ترقی، مواصلات کی سہولت، ذرائع ابلاغ کے ذریعہ تشہیر، حکومتوں کی طرف سے سیاحت اور تفریحی کے شعبوں کی سرپرستی وغیرہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے تفریحی مشاغل خوب فروغ پا رہے ہیں۔ ان تفریحی مشاغل کے اثرات بھی دنیا پر تیزی سے مرتب ہو رہے ہیں۔ مذہب، معاشرت، معیشت وتجارت، تہذیب وتمدن، عبادت وسیاست الغرض انسان کی زندگی کے تمام گوشے ان تفریحی مشاغل سے بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ ان تفریحی مشاغل سے جہاں اور ممالک متاثر ہو رہے ہیں، وہاں سعودی عرب بھی اپنے اصل سے انحراف کرتا نظر آرہا ہے۔ سعودی عرب میں خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کے نام پر قوانین میں جو ارتقاء اور توسیع ہوئی، اس کے نتیجہ میں فحاشی اور عریانی کا باب

CC BY

کھلتا دکھائی دے رہا ہے۔ ویسے تو ورزش، کھیل کود اور تفریحی سرگرمیاں انسان کی استعداد کار کو بڑھانے کا باعث ہوتی ہیں۔ تفریح کسی خاص کھیل یا عمل کا نام نہیں، بلکہ دل بھلانے والا کلام یا عمل جس کے نتیجہ میں انسان کو فرحت اور خوشی حاصل ہو، تفریح کہلاتا ہے۔

لفظ "تفریح" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مادہ "ف ر ح" ہے، جس کا معنٰی ہے خوش ہونا، عربی میں کہتے ہیں: **هو ان يجد في قلبه خفة** [1] اس سے مراد دل کا ہلکا پن ہے۔ انسان کا فارغ وقت میں دلچسپ سرگرمیاں اختیار کرنا تفریح کہلاتا ہے۔ تفریحی سرگرمیاں اختیار کرنے کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ کام کو از سر نو کرنے کے لیے انسان کے دل میں نیا ولولہ اور جذبہ بیدار ہو۔ تفریحی سرگرمیاں، ورزش اور کھیل کود انسانی صحت کے لیے ناگزیر ہے۔ اسلام کسی ایسی تفریح پر ہرگز پابندی عائد نہیں کرتا، جو انسان کی صحت و سلامتی کی ضامن ہو، البتہ جو کھیل کود اور تفریحی سرگرمیاں مذہب بیزاری، اسلامی شعائر کے استہزاء اور اسلامی اقدار کی بدنامی کا باعث بن رہی ہوں، تو ان سے اسلام منع بھی کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کھیل ہمیشہ طاقت کے حصول، صحت اور تندرستی کی بقاء کے لیے کھیلا جائے، اسلام نے اس کی حوصلہ افزائی کی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بنی اسرائیل میں بادشاہ بنا کر مبعوث فرمایا تو انھیں جسمانی قوت عطا فرمائی اور اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا۔ فرمان خداوندی ہے: وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ [2] فرمان رسول ﷺ ہے: "**المؤمن القوي خير من المؤمن الضعيف** [3] طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔ حدیث میں طاقت سے مراد جسمانی قوت کے ساتھ ہمت، حوصلہ، ارادہ اور شخصیت ہے تاکہ مسلمان عبادت کے ساتھ جہاد کے تقاضے بھی پورے کرے۔ اسی لیے حضور ﷺ کی تعلیمات میں تیر اندازی، تیراکی، نیزہ بازی، چہل قدمی، دوڑ کے مقابلہ جات کشتی، کبڈی وغیرہ جیسے مشاغل کی احوال موجود ہیں۔

تفریحی سرگرمیاں اور جاہلی دور

بعثت سے قبل عرب و عجم پر تاریکی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ خواتین کو تفریحی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کرنے کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اہل عرب تو دامادی کے عار اور اخراجات سے بچنے کے لیے بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ بعض جاہل والدین اپنی بیٹیوں کو معاشرے کا بے کار اور بے فائدہ عضو قرار دیتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ وہ مطلوبہ امور انجام نہیں دے سکتیں جو ایک لڑکا انجام دے سکتا ہے۔ اس وجہ سے وہ اولاد میں سے بچیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔ شیخ احمد خطیبہ اس بدترین ظلم کے متعلق لکھتے ہیں: **كان أهل الجاهلية يقتلون بناتهم خشية الإنفاق عليهن** (4) جاہلی دور کے لوگ اپنی بیٹیوں کو ان پر خرچ کرنے کے ڈر سے قتل کرتے تھے۔ عہد رسالت سے قبل عرب کی خواتین میں پردہ داری کا اہتمام نہ تھا۔ عرب کے معاشرے میں فحاشی و عریانی عام تھی۔ حاشیہ بخاری پر ہے: **وكانت المرأة قبل الإسلام تظهر زينتها ومحاسنها أمام الرجال الأجانب فنهي المسلمات عن ذلك وخاصة زوجات الرسول** ﷺ [5] اسلام سے قبل عورت زیب و زینت اور محاسن

کو اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرتی پھر مسلمان عورتوں بالخصوص ازواج رسول کو اس سے منع کیا گیا۔ عرب معاشرہ خونخوار درندوں کے جنگل کا سامنظر پیش کر رہا تھا۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت پر فضل فرمایا اور حضور ﷺ کو ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ کی آمد سے جہاں انسانیت کو جینے کا حق ملا، وہاں مرد و عورت کو تفریحی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا موقع میسر آیا۔ اہل یونان نے عورت کو شجرۃ مسمومہ (زہر آلود درخت) اور "رجس من عمل الشیطان "(شیطان سے زیادہ نجس) قرار دیا۔ رومی تہذیب میں عورت کو روح سے خالی اور عذابوں میں سے ایک عذاب قرار دیا گیا تھا۔ ایرانی تہذیب میں والد کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو زوجیت میں لینا کوئی معیوب امر نہ تھا۔ عورت کو سرچشمہ گناہ سمجھا جاتا تھا۔ عورت کا کام صرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ قبائل کی عزت کو محفوظ کرنے کے لیے جفاکش سپاہی پیدا کرتی رہے۔ عیسائیت میں عورت سراپا فتنہ سمجھی جاتی تھی۔ عیسائی راہب عورت کے سائے سے بھی بھاگتے تھے۔ یہاں تک کہ ماں کے چہرے پر نظر ڈالنا معصیت سمجھا جاتا تھا۔ رہبانیت عورت کی نفرت پر مبنی ہے۔ اس کے برعکس اسلام نے عورت کو قانونی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی تشخص عطا کیا۔ ملکیت میں تصرف کا اختیار دیا۔ ہندو دھرم میں عورت پر مذہبی کتب کو چھونے پر بھی پابندی تھی۔ شوہر کے مرنے پر خاوند کے ساتھ زندہ جلایا جاتا تھا۔ عورت اگر بت کو چھولے تو اس کی اولوہیت کا تقدس تباہ ہو جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب عورتوں کو کمتر اور حقیر قرار دیتے تھے۔ وہ عورت اور مرد کے مابین واضح تفریق کے قائل تھے۔ علامہ رشید رضا اپنی شہرۂ آفاق تفسیر "المنار" میں لکھتے ہیں:

أَنَّ جَمِيعَ الْأُمَمِ كَانَتْ تَهْضِمُ حَقَّ الْمَرْأَةِ قَبْلَ الْإِسْلَامِ، وَتَعُدُّهَا كَالْبَهِيمَةِ الْمُسَخَّرَةِ لِمَصْلَحَةِ الرَّجُلِ وَشَهْوَتِهِ، وَعَلِمَ أَنَّ بَعْضَ الْأَدْيَانِ فَضَّلَتِ الرَّجُلَ عَلَى الْمَرْأَةِ بِمُجَرَّدِ كَوْنِهِ ذَكَرًا وَكَوْنِهَا أُنْثَى، وَبَعْضُ النَّاسِ عَدَّ الْمَرْأَةَ غَيْرَ أَهْلٍ لِلتَّكَالِيفِ الدِّينِيَّةِ، وَزَعَمُوا أَنَّهَا لَيْسَ لَهَا رُوحٌ خَالِدَةٌ(6)

اسلام سے قبل ساری اقوام عورت کے حقوق کو غصب کیے ہوئے تھیں، وہ عورت کو شوہر کی شہوت کے لیے مسخر کردہ جانور شمار کرتی تھیں، بعض ادیان نے مرد کو صرف مرد ہونے کی بناء پر عورت پر فضیلت دے رکھی تھی۔ بعض لوگ عورت کو دینی امور کا مکلف ہی نہیں سمجھتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اس میں ہمیشہ رہنے والی روح ہی نہیں ہے۔

عہد رسالت میں خواتین کی جسمانی سرگرمیاں

اسلام صحت مند تفریح کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور لغو، بے فائدہ، اخلاق باختہ اور بے مقصد کاموں سے اجتناب کا حکم دیتا ہے۔ عہد نبوی میں عرب کی خواتین حسب ضرورت گھر سے باہر نکلتی اور سرگرمیاں اختیار کرتی تھیں۔ سنن ابی داود میں ہے: حضور ﷺ نے دو مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی اور ایک دفعہ حضرت عائشہ سبقت لے گئیں، جبکہ دوسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ ان سے سبقت لے گئے[7]۔ خوشگوار زندگی گزارنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں سے مزاح فرمایا کرتے۔ بچوں کے ساتھ مل کر تفریحی سرگرمیاں انجام دی جاتیں۔ حضرت عائشہ ان واقعات کا تذکرہ یوں کرتی ہیں۔ قالت كنت العب باالبنات فربما دخل علي رسول الله ﷺ وعندي

الجواري فازا دخل خرجن واذا خرج دخلن [8]میں گڑیا کے ساتھ کھیل رہی ہوتی، جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم آتے اور میرے ساتھ سہیلیاں ہوتیں تو وہ چلی جاتیں اور جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم چلے جاتے تو وہ اندر آجاتیں۔ حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے کہ 7 ھجری میں حبشیوں کا وفد مدینے آیا اور اس نے مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے احاطے میں ایک تماشا کیا حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حضرت عائشہؓ کو یہ تماشا دکھایا۔[9] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری رخصتی ہوئی، اس وقت میں جھولے جھول رہی تھی۔ **وکنت علی ارجوحة**[10] یہ حضرت عائشہ کی عمر کا وہ حصہ ہے، جب وہ رخصتی کے قابل ہو چکی تھیں۔ معلوم ہوا، اگر عورت شرم وحیاء کے دامن کو تھام کر جھولا جھول لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واضح رہے کہ بعثت رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم جس معاشرے میں ہوئی، وہ معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا شکار تھا۔ فحاشی وعریانی عروج پر تھی، لیکن اس کے باوجود اصحاب رسول نے حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے بلند اخلاق و کردار اور قرآنی تعلیمات سے متاثر ہو کر آپ کے پیغام کو قبول کیا۔ آپ کی تعلیمات سے صرف عرب قوم ہی سرخرو نہیں ہوئی، بلکہ ہر اس فرد کو کامیابی ملی، جس نے قرآن وسنت کے دامن کو تھاما۔ مسلمانوں کے پاس قرآن وسنت کی شکل میں سرچشمہ ہدایت ہے، جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

"قرآن تو خیر کا سرچشمہ ہے، جتنی اور جیسی خیر تم اس سے مانگو گے، یہ تمہیں دے گا۔ تم اس سے محض جن بھوت بھگانا، کھانسی بخار کا علاج اور مقدمہ کی کامیابی، نوکری کے حصول اور ایسی ہی ذلیل وبے حقیقت چیزیں مانگتے ہو، تو یہی تمہیں ملیں گی"[11]۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ بوڑھی عورت حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس آئی۔ آپ نے از راہ مزاح فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ تو پریشان ہوئی اور کہنے لگی اس کی وجہ کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا: قرآن مجید نہیں پڑھتی ہو، قرآن مجید میں ہے: إِنَّآ أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا [12] بے شک ہم نے انھیں پیدا کیا ہے، اور انھیں کنواریاں بنایا ہے۔ اسلام نے ہر اس تفریحی سرگرمی کی حوصلہ افزائی کی ہے، جس سے جہاد اسلامی کی تیاری، شعائر اسلام کا دفاع، خوشگوار ازدواجی زندگی کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں مدد ملتی ہو۔ وہ تفریحی مشاغل جو ایمان واعمال میں کمی کا باعث بنیں، اسلام نے ان کی حوصلہ شکنی کی ہے۔ گویا تفریحی سرگرمیوں میں افراط و تفریط سے اجتناب لازمی ہے۔ مثلاً رات گئے تک جاگتے رہنا اور باتیں کرنے کو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے منع فرمایا ہے۔ فرمان رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہے: **وكان يكره النوم قبلها والحديث بعدها** [13] حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عشا سے پہلے نیند کو ناپسند کرتے تھے اور اس کے بعد باتیں کرتے رہنے کو۔ کتب حدیث میں موجود ہے کہ اللہ کے رسول ایک دن گھر تشریف لائے۔ حضرت عائشہ نے اپنی گڑیا اور ایک کپڑے کے پروں والا گھوڑا پردے کے پیچھے چھپا رکھا تھا۔ اچانک ہوا چلنے سے پردہ ہٹا تو آپ نے انھیں دیکھ لیا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا پروں

والا گھوڑا بھی ہوتا ہے ؟۔ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا، کیا آپ نے سلمان علیہ السلام کے گھوڑے کا نہیں سنا جس کے پر تھے اور وہ اڑتا تھا۔ اس پر آپ ﷺ اتنا ہنسے کہ آخری دانت تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہانے دیکھا[14]۔

آل سعود کا دور حکومت اور تفریحی سرگرمیاں

سعودی عرب کی آل سعود کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتاہے کہ ان کے ہاں مردوں کو کھیل کود، تفریح کے مواقع حاصل تھے تاہم خواتین کو مکمل طور پر ان سرگرمیوں سے محروم رکھا گیا تھا۔ڈاکٹر سیٹے مردوں کی تفریحی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Before Saudi Arabia became a true country, people who lived in this land used to play.sports that were related to their life. The main sports were equestrian, fencing, and archery.These sports were the main activities in Saudi Arabia for more than two thousand years. The reason for these sports is that the main source of food was what they could supply by hunting. Additionally, Saudi's used to live their life by fighting and being at war between cities or families. Because of this, parents used to teach their children how to use the sword, bow and arrow, and how to ride a horse. During these early times, these activities of sport became a part of Saudis culture "[15].

"ابتدائی دور میں عربوں کے مشہور تفریحی مشاغل گھوڑ سواری، تلواروں کا کھیل، نیزہ بازی وغیرہ تھے۔ یہ کھیلیں سعودی عرب میں دو ہزار سال تک عام کھیل کے طور پر جاری رہیں۔ یہ کھیلیں خوراک کا سبب بھی تھیں جو شکار کے ذریعے مہیا کیا جاتا تھا۔ بنیادی طور پر سعودیوں کی زندگی آپس میں لڑائیاں کرنا اور شہریوں یا خاندانوں کے مابین لڑائیاں تھیں۔ اسی وجہ سے والدین بچوں کو بتاتے تھے کہ کس طرح تلوار اور تیر چلانا ہے، گھڑ سواری کرنا ہے اور کس طرح نیزہ بازی کرنا ہے۔ ان ابتدائی وقتوں میں یہی سرگرمیاں سعودی ثقافت کا حصہ رہی ہیں"۔

ڈاکٹر سیٹے نے اس اس موقع پر یہ بھی کہاہے کہ سعودی عرب میں جب کھیلوں میں ارتقاء اور توسیع ہوئی تو سعودی کلچر کی جانب سے خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کا راستہ روکا گیا اور سعودی معاشرے کی جانب سے انھیں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ورلڈ اکنامک فورم 2017 کی رپورٹ میں لکھا گیا کہ:

Saudi Arabia ranks very low compared to other countries with regards to gender equality. For example, according to the World Economic Forum's 2017 Global Gender Gap Report, the Kingdom is only six places above the worst performing country in the world for gender equality (out of a total of 144 that were ranked).۔[16]

" جنس کی مساوات کے معاملے میں سعودی عرب دوسرے ممالک کے مقابلے میں بہت پیچھے ہے۔ مثال کے طور پر ورلڈ اکنامک فورم 2017 گلوبل جنڈر گیپ رپورٹ " کے مطابق 144 ممالک کی درجہ بندی کی گئی، جس میں سعودی عرب کا نام ہی شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ جنس کی مساوات کے حوالے سے بدترین ممالک کے چھٹے نمبر پر گنا گیا ہے"

دنیا میں کھیلوں کا رجحان بڑھتے ہی سعودی عرب میں بھی کھیلوں کے لیے کلب بنائے گئے۔ سعودی عرب کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ نوجوانوں کے درمیان مشہور کھیل فٹبال ہے۔ اس کے لیے چار کلب بنائے گئے ہیں، جن میں سے ایک کی میزبانی الشباب شہر میں کی گئی ہے۔ 1947 میں سعودی پریمیئر لیگ میں اس کلب کا اچھا ریکارڈ تھا۔ دوسرے کلبوں میں النصر کلب، الہلال کلب، الرضا کلب شامل ہیں جو کمیونٹی کلب ہیں۔ الرضا میں کنگ فہد انٹرنیشنل اسٹیڈیم ہے، FIFA کانفیڈریشن کی تین مرتبہ میزبانی کر چکا ہے[17]۔ سلام میں تفریح وقت گزاری کے لیے نہیں، بلکہ تفریح ایک دلچسپ اور مزید ار سرگرمی کا نام ہے، مگر اس کا مقصد شرعی نقطہ نظر سے اہم اور سنجیدہ ہوتا ہے۔ وہ نہ سفلی ہوتا ہے، نہ سطحی نوعیت کا۔ تفریحی کے مقاصد انسان کی عمومی زندگی کے مقاصد سے کبھی مختلف نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہمیشہ صحت مند تفریح کی حوصلہ افزائی کی ہے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کر کے اہل ایمان کو بے کار تفریحی سرگرمیوں سے اجتناب کرنے اور ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ تفریحی سرگرمیوں کی اہمیت پر اہل علم نے متعدد کتب تصنیف کر کے ہر سرگرمی کی شرعی حیثیت کو واضح کر دیا ہے تاکہ کوئی بھی اہل ایمان کسی باطل اور لغو سرگرمی میں مبتلا ہو کر وقت ضائع نہ کرے۔ تفریحی سرگرمی کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے علامہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں: "ہنسی مذاق کی باتیں کرنے میں، جس میں انبساط کی کیفیت پیدا ہو، کوئی حرج نہیں اور نہ ہی اس بات میں کوئی حرج ہے کہ مباح کھیل کے ذریعے اپنے دل کو اور ساتھیوں کے دل کو بہلانے کا سامان کیا جائے۔ بشرطیکہ اس کو مستقل عادت نہ بنایا جائے اور صبح شام کا یہی مشغلہ بن کر رہ جائے"18۔

محمد بن سلمان کا معاشی و معاشرتی اصلاحی پروگرام اور تفریحی سرگرمیاں

گزشتہ کچھ عرصہ قبل سعودی ولی عہد نے تیل کے ذخائر کے کم ہونے کے خطرات کے پیش نظر سعودی عوام کی معیشت کو سہارا دینے کے لیے ثقافتی اور تفریحی سرگرمیوں کا دائرہ کار وسیع کر دیا ہے۔ انھوں نے اس پروگرام کو معاشی ومعاشرتی اصلاحی پروگرام کا نام دیا ہے جس کے تحت تفریحی سرگرمیوں کے لیے 64 ارب امریکی ڈالر خرچ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اصلاحی پروگرام 2030 کے تحت آٹھ چیزوں سے پابندی ہٹائی گئی۔ خواتین پاسپورڈ رکھ سکتی ہیں۔ سرپرست اور محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہیں۔ سعودی قانون میں کی جانے والی ترمیم کے مطابق خواتین سرپرست اور محرم کی اجازت کے بغیر کہیں بھی تنہا سفر کر سکے گی۔ اس مقصد کے لیے شرعی قانون کے آرٹیکل 169 کے پیراگراف کو حذف کیا ہے، جس کے تحت ایک بالغ عورت کو مرضی سے کہیں بھی تنہا رہنے کا حق حاصل ہے، تاہم سرپرست اس کی شکایت تب ہی کر پائے گا، جب وہ کسی جرم میں مبتلا پائی جائے گی۔ نیز سعودی کورٹ اب ایسے کیسز نہیں سنے گی، جن میں کسی بالغ لڑکی کے الگ رہنے کی شکایت کی گئی ہو۔ اس وقت تفریحی سرگرمیوں کے فروغ کے لیے کمرشل سینما گھروں کے قیام پر پابندی ختم کی جا چکی ہے۔ فلم انڈسٹری کے فروغ کے لیے تقریباً تین سو سینما گھر تفریحی کے لیے بنائے جائیں گے۔ فیشن شوز کے زریعے زر مبادلہ حاصل کیا جائے گا[19]۔

فلم انڈسٹری سے وابستہ منہیات

فلم انڈسٹری کے متعلق مفتی محمود اشرف عثمانی لکھتے ہیں: "فلم بیک وقت کئی گناہ کبیرہ کا مجموعہ ہے جو درج ذیل ہیں: 1۔ تصویر کشی، یہ ناجائز و حرام ہے، اس کے متعلق احادیث و آثار میں ممانعت موجود ہے۔ 2۔ گانا بجانا، یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔ 3۔ رقص و سرود: اس کے خلاف شریعت ہونے میں کیا شبہ ہے۔ 4۔ نامحرم کو دیکھنا: رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ 5۔ مرد و عورت کا اختلاط جو شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے"[20]

سعودی عرب میں محمد بن سلمان کے معاشی اور معاشرتی اصلاحی پروگرام کے حالیہ نتائج کے پیچھے طویل تاریخ ہے۔ یاد رہے کہ سعودی عرب کی تاریخ میں 1955ء میں پہلی بار لڑکیوں کے لیے سکولز کھولے گئے۔ 1970 میں خواتین کے لیے Riyaol college of education کا آغاز کیا گیا، 2001 میں خواتین کو شناختی کارڈ جاری کیے گئے اور 2005 میں خواتین کی جبری شادی پر پابندی عائد کرتے ہوئے اسے خلاف اسلام قرار دیا گیا۔ 2009 میں سعودی خاتون نورا فائزی (نورہ الفائز: نورہ بنت عبد اللہ بن مساعد سعودی عرب کی پہلی خاتون ہیں جو نائب وزیر کے منصب پر فائز رہیں۔ وہ 1954 میں سعودی

عرب کے دارالحکومت ریاض کے شہر شقراء میں پیدا ہوئیں۔ جامعہ الملک سے 1987 میں بی اے اور جامعہ یوتا بالولایات امریکہ سے ایم اے کیا۔ 2009 میں انھیں وزارت تعلیم وتربیت کا قلمدان سونپا گیا) نے وزارت سنبھالنے کے بعد خواتین کے حقوق کے لیے موثر آواز بلند کی۔ اسی تسلسل میں 2012 میں پہلی مرتبہ سعودی خواتین نے عالمی اولمپکس کے مقابلے میں حصہ لیناشروع کیا۔ 2013 میں سعودی خواتین کو سائیکل چلانے کی اجازت ملی۔ 2015 سے قبل سعودی خواتین کو عام انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت نہ تھی۔ جب اجازت ملی تو انھیں انتخابات میں تصاویر آویزاں کرنے کی اجازت ہرگز نہ تھی۔ اس کے نتیجہ میں 2019ء کے انتخابات میں خواتین نے لوکل کونسل کی 20 نشستیں حاصل کیں۔ 2018ء کا سال سعودی حکومت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے جس میں خواتین شائقین کے لیے کھیل کے دروازے کھولے گئے اور اسی سال انھیں گاڑی چلانے کی اجازت بھی دی گئی۔ 2019 میں سعودی خواتین کو بغیر محرم کے گھر سے باہر نکلنے اور سفر کرنے کی اجازت دی گئی۔ سعودی عرب میں خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کے متعلق بنائے جانے والے قوانین کے نتائج کچھ یوں سامنے آئے کہ، 2021 میں ایک نجی کمپنی نے جدہ کی سپر مارکیٹ "Chain lulu" نے ایک دکان کھولی جس میں خواتین ہی کو ملازمت فراہم کی گئی اور جنرل مینجر مہا محمد الکرانی نے اپنے لیے باعث عزت قرار دیتے ہوئے کہا کہ ہماری خواتین سعودی حکومت کی معیشت کو ترقی دینے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں[21]۔ اسلام میں عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے، گھر کی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھانے کو اللہ کے رسول ﷺ نے جہاد کے برابر قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو چھ احکام دیے، ان میں ایک حکم یہ تھا کہ وہ گھروں میں قرار پکڑیں اور ٹھہری رہیں۔ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾[22] اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابق دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ سعودی عرب کے حالیہ معاشی اور اصلاحی پروگرام میں عورتوں کو مردوں کے برابر باہر وقت گزارنے کا جو قانون بنایا گیا ہے درحقیقت اس سے سعودی عرب میں فحاشی عریانی اور بے حیائی کا دروازہ کھولنے کی ابتداء کی گئی ہے۔ جن ممالک میں عورت کو آزادی کے نعرے کے تحت گھر سے نکالا گیا وہاں خاندان بکھر چکے ہیں، شرح پیدائش صفر کو جا پہنچی ہے، شادی شدہ جوڑوں کو بچوں کی پیدائش پر مراعات کی لالچ دی جاتی ہے اور وہاں اولاد کی تربیت کا فقدان ہے۔

سعودی حکومت کی تفریحی سرگرمیوں پر سرمایہ کاری

موجودہ دور میں کھیل کود تفریح حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی ادارے، تجارتی کمپنیاں اور ارباب اقتدار فراخدلی سے ان پر سرمایہ خرچ کرکے سرپرستی کرتے ہیں۔ کھیلوں کی دنیا نہایت پرکشش اور دلفریب ہوتی ہے۔ کھلاڑیوں کو بھاری مقدار میں معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ کھیل کے میدان کے گرد مخلوط مرد وزن نیم عریاں لباس پہنے دیکھنے والوں کے لیے بہت پرکشش منظر پیش کررہا ہوتا ہے۔ اس میں جہاں نامناسب وقت کا انتخاب کیا جاتا ہے، وہاں فحاشی اور عریانی بھی پھیلائی جاتی ہے۔ ناچ گانا، موسیقی، اداکاری، ڈرامہ بازی، مصوری وغیرہ کھیل کا لازمی حصہ سمجھے جاتے ہیں، جو شریعت اسلامیہ کے اصولوں کے متصادم ہیں۔ حال ہی میں سعودی حکومت نے سینماگھروں کو فروغ دیا۔ ہندوستان سے بالی وڈ کے بادشاہ شاہ رخ خان کو مدعو کیا گیا، جس نے افتتاحی محفل کو سرور بخشا اور سعودی حکومت کے اس اقدام کو سراہا اور مزید سینما گھروں اور فلمی صنعت کو فروغ دینے کی حوصلہ افزائی کی۔

تہذیبی کشمکش میں تفریح کا کردار

اسلام اور جاہلیت کے درمیان جو کشمکش ہے۔ اس میں بنیادی فرق عقیدہ اور اخلاقی قدروں کا ہے۔ اسلام ہر ایسی تفریح کو قبول کرتا ہے جو اخلاق و شائستگی کے دائرے میں رہ کر ذہن کو تازہ کرے اور سیرت و کردار پر منفی اثر نہ ڈالے۔ جبکہ جاہلی معاشروں میں تفریح بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں: یہی تفریح جاہلی تہذیب کا ہتھیار ہے جس کے ذریعے وہ اسلامی معاشروں پر حملہ آور تصور ہے اور ذرائع ابلاغ کے زور پر جاہلی فکری یلغار ہو رہی ہے اور مسلمان مرد، عورت جوان بچے سب اس کی زد میں ہیں [23]

جائز تفریحی سرگرمیوں کی شرائط

تفریح جہاں انسان کی ضرورت ہے، وہاں اس کی کچھ حدود و قیود بھی ہیں کہ اس کے ذریعے انسان کسی واجب سے انحراف نہ کر بیٹھے۔ وہ تفریح سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے صرف نظر نہ کرلے۔ کھیل اور تفریح دینی ضرورت کے پیش نظر ہو اور بامقصد ہو۔ کھیل کود میں دیگر ادیان کی مشابہت اور غیر فطری ذرائع سے اجتناب کیا جائے۔ کسی کو تفریح کے نام پر ضرر اور نقصان نہ پہنچایا جائے۔ ممنوعہ اوقات میں تفریحی مشاغل سے بچا جائے[24]۔

حضرت امام بخاری نے "**كل لهو باطل اذا شغله عن طاعة الله**" باب باندھا ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں:

> "کوئی شخص بھی کسی چیز میں ایسی مشغولیت اختیار کرے، جس سے فرائض سے غفلت ہو جائے خواہ وہ چیز شرعاً جائز ہو یا ناجائز، مثلاً کوئی شخص عمداً نفل نماز، تلاوت قرآن، ذکر اللہ، معانی قرآن میں غور کرنے میں مشغول رہا، اور فرض نماز کا وقت جاتا رہا، وہ بھی اس ضابطے کے تحت داخل ہے"[25]

فحاشی و عریانی کے ذرائع کا انسداد

مسلم معاشرے کے ہر فرد کو اللہ تعالیٰ نے بدکاری اور بے حیائی کے کاموں سے منع کیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ نہ صرف زنا سے بچیں بلکہ اس کے مقدمات و محرکات سے بھی اپنے آپ کو بچائیں جو زنا کی جانب لے جانے والے ہیں۔ مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اجتماعی زندگی میں زنا کے اسباب اور محرکات کا سدباب کریں، اس غرض کے لیے تعلیم و تربیت اجتماعی ماحول کی پاکیزگی معاشرتی زندگی کی تشکیل سے اور مؤثر تدابیر کے ذریعے اس برائی کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریں۔[26] یہ واضح حقیقت ہے جس معاشرے کی عورت گھر سے باہر نکلی وہاں معاشرتی اقدار بری طرح پامال ہوئیں۔ چائنہ کی مثال لے لیجیے کہ وہاں کے لوگ اپنے بزرگوں کی عقیدت و محبت میں مورتیاں بناتے اور پوجتے تھے، مگر ترقی کے چکر میں پڑے تو ان کے پاس اولاد پالنے اور تربیت کرنے کا وقت نہ رہا۔ اولاد کے لیے ڈے کیئر سنٹرز بنائے گئے اور ماں باپ کو اولڈ ہاوسز کی نظر کر دیا گیا۔ پھر حکومت کو قانون بنانا پڑا کہ کم از کم مہینہ میں ایک دن نکال کر والدین کو دیکھ لیا کرو۔ وہ تفریحی سرگرمیاں جن سے یورپ و امریکہ تنگ آچکا ہے، ان کا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو چکا ہے، سعودی حکمرانوں کے ساتھ سارے اسلامی ممالک اس فحاشی کو اب سیکھ رہے ہیں۔ خواتین کے متعلق کی جانے والی قانون سازی در حقیقت فحاشی و عریانی کے فروغ کا سب سے بڑا سبب ہو گی۔

اسلام عورت کو ضرورت شدیدہ کے پیش نظر باہر نکلنے کی اجازت دیتا ہے، تاہم وہ حدود میں باہر نکلے۔ اپنی نگاہ کے سوا ایسی چیزین جو مردوں کے حواس مشتعل کرنے کا باعث بنیں، ان سے اجتناب کرے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا کہ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے:" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ، وَلَكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ"[27] نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو، مگر وہ خوشبو لگا کر نہ آئیں "ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے فرمایا: عورت مستور رہنے کے قابل چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور اللہ کی رحمت سے قریب تر وہ اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر میں ہو۔"[28] مذکورہ بالا فرامین رسول ﷺ کے بعد کہاں گنجائش باقی رہتی ہے کہ بیرون خانہ سوشل سرگرمیوں میں دوڑتی پھریں، سرکاری دفتروں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کریں، مردانہ ہسپتالوں میں نرسنگ کی خدمت انجام دیں، ہوائی جہازوں اور اہل کاروں میں "مسافر نوازی" کے لیے استعمال کی جائیں، مسلمان عورتیں کو نسلوں اور پارلیمینٹوں کی ممبر بنیں اور تعلیم و تربیت کے لیے امریکہ اور انگلستان بھیجی جائیں ؟ عورت کی اصل ذمہ داریاں اس کے گھر کے اندر کے معاملات کو احسن طریقے سے انجام دینا ہے، جو عورتیں گھروں سے بے تحاشا باہر نکلتی ہیں ان کے گھروں کے اندر کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ گھر کے اندر سے خیر و برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

تفریحی سرگرمیاں اور فلم انڈسٹری

سعودی عرب سمیت دنیائے عالم میں تفریحی مقاصد کے لیے جن وسائل کا استعمال کیا جاتا ہے، ان میں فلمیں اور ڈرامے بھی ہیں۔ ان سے مراد سینماہالوں میں دکھائی جانے والی مخرب الاخلاق فلمیں اور ڈرامے ہیں جن کی حرمت پر کسی کو شک نہیں۔ یہ فلمیں فحشاء اور منکر کو پھیلانے کا باعث ہیں۔ فلم انڈسٹری کا مثبت استعمال بھی انسان کے دائرہ اختیار میں ہے کہ وہ اس کی مدد سے ایسی دستاویزی فلمیں تیار کرے جن کی مدد سے عالم اسلام کے تاریخی واقعات کو تصاویر کے ساتھ قوم کے سامنے رکھے۔ ایسا کرنے میں کسی قسم کی قباحت، کراہت اور ممانعت نہ ہے۔ 9/11 کے بعد بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کے خلاف جس قدر غلیظ مہم چلائی ہے اس سے مسلمانوں کے امیج کو بڑا نقصان پہنچا ہے۔ پھر ذرائع ابلاغ، فحاشی، بداخلاقی پھیلانے کی وجہ سے معاشرے کے عمومی اخلاقی فضا کو تباہ کرنے کا ایک مہلک ذریعہ ہے۔ آجکل کی عورت کو فلموں اور ڈراموں کے ذریعے یہ سبق پڑھایا جاتا ہے کہ وہ مرد کے مساوی اور شانہ بشانہ باہر نکلے۔ فحاشی و عریانی کے یہ نعرے اسلامی مرکز سعودی عرب میں بھی اب سرکاری سطح پر سنے جا رہے ہیں۔ آزادی نسواں کے دھوکے میں اس طرح نہ صرف مردوں کے لیے برائی کے راستے آسان ہوگئے ہیں بلکہ نکاح کا راستہ مشکل ہو گیا ہے۔ ایک مرد دفتر میں، بازار میں، ہسپتال میں، یونیورسٹی کالج میں ہر طرح کی خواتین کے درمیان کام کرتا ہے وہ بھی ہوس کا پجاری بن جاتا ہے اور آئے دن عورتوں کی عصمت دری کے واقعات رونما ہو رہے ہیں کیونکہ ہم نے حکم خداوندی کو پس پشت ڈال کر شیطانی راستے کو فلاح اور کامیابی کا راستہ سمجھ لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے تمام ادارے اور شعبے فتنوں کا گھڑ بن گئے ہیں۔ حالیہ سعودی حکومت کی طرف سینماء گھر کھولنا، خواتین کے لیے محرم کے بغیر اسفار کی اجازت، فحاشی اور عریانی کا فروغ وغیرہ ایسے اقدامات ہیں جو صرف مذہبی نقطہ نظر سے غیر شرعی نہیں، بلکہ اخلاقی اور معاشرتی اعتبار سے بھی بہت خطرناک ہیں اور ان سے معاشرے کو وہ نقصان پہنچایا جائے گا جس کی تلافی صدیوں تک ممکن نہ ہوگی۔ مولانا ارشد علی رحمانی لکھتے ہیں:

> "فلم لہو ولعب سے پاک ہو وغیرہ، موجودہ دور میں فلم کا ان امور سے پاک ہونا مشکل ہے۔ اس لیے کتب فقہ اور حدیث کی روشنی میں احقر کی رائے یہی ہے کہ بے جا تعلیم و تبلیغ کو بہانہ بنا کر اس کے جواز کی شکلیں نہ نکالی جائیں، ورنہ یہ بگڑی ہوئی امت اور بگڑ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس امت کو ممنوعات سے بچائے"[29]

خلاصہ تحقیق

1. جاہلی دور میں خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ عرب کے جاہلی معاشرے میں انسانیت بالعموم جبکہ خواتین بالخصوص ظلم وجبر کا شکار تھیں۔ رسالت مآب ﷺ کی تشریف آوری سے جہاں خواتین کو دیگر حقوق ملے، وہاں تفریحی سرگرمیوں کی اجازت بھی ملی ۔ حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں ازواج مطہرات کے ساتھ تفریحی سرگرمیوں کے واقعات مسلمان خواتین کے لیے مشعل راہ ہیں۔
2. سعودی ولی عہد محمد بن سلمان کے معاشی ومعاشرتی اصلاحی پروگرام سے قبل 2009 میں سعودی عورتوں نے عالمی اولمپکس کے مقابلہ جات میں شرکت شروع کی۔ جو محمد بن سلمان کے معاشی پروگرام میں محرم کی اجازت کے بغیر سفر کی اجازت، خواتین کو ڈرائیونگ لائسنس کی اجرائیگی اور فلم انڈسٹری کے فروغ پر منتج ہوئی۔ سعودی عرب میں ہونے والے ان جملہ اقدامات سے فحاشی اور عریانی کے دروازے کھلیں گے، جس کے خوفناک نتائج سے سعودی عرب کی سابقہ تابناک تاریخ کے نقوش دھندلے کر ڈالے گی۔
3. اسلام میں سستی اور کاہلی کو ناپسند جبکہ چستی اور تفریحی سرگرمیاں اختیار کرنے کی تحسین کی گئی ہے۔ تفریح طبع کے لیے بامقصد سرگرمیاں ناگزیر ہیں۔ زندگی کے لمحات کی قدر کرتے ہوئے قیمتی وقت کو صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ غیر شرعی لباس پہن کر مقابلہ جات میں شریک ہونے والوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ فلم، ڈراموں کو عوام کے سامنے پیش کرنے سے قبل حکومت کے مقرر کردہ اسلامی ادارے سے جواز کا تصدیق نامہ حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے تاکہ فحاشی کا مفت ٹیوشن بند ہو۔
4. کھیل کود کو زندگی کا مقصد بنانا انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا وآخرت میں خسارے کا موجب ہے۔ تاہم تفریح کے لیے سرکاری سطح پر قانون سازی کی جائے اور ان تمام تفریحی سرگرمیوں کی بنیاد اسلامی تصور تفریح پر رکھی جائے تاکہ تفریح کے نام پر فحاشی وعریانی کا سلسلہ رک سکے۔ سعودی اہل علم کی جانب سے غیر اسلامی تفریحی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کرنے والوں کی آواز دبانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے اور یہ وقت کی ضرورت ہے کہ عبادات کے راستے میں رکاوٹ بننے والی سرگرمیوں کا ریاستی طاقت سے خاتمہ کیا جائے۔
5. سعودی عرب میں خواتین کی بڑھتی ہوئی تفریحی سرگرمیوں کے نتیجہ میں فحاشی وعریانی کو فروغ مل رہاہے۔ علمائے اسلام پر واجب ہے کہ وہ سعودی علمائے کرام کی مشاورت سے ارباب اقتدار کو ان شرعی ممنوعات کے متعلق شعور بیدار کریں۔
6. سعودی حکومت سے اپیل ہے کہ وہ خواتین کی تفریحی سرگرمیوں کو اتنی اہمیت نہ دے کہ اس کے نتیجہ میں مسلم قوم کی بہترین اختراعی صلاحیت ملک کی تعمیر وترقی کے بجائے کھیل کود میں صرف ہو، خاص طور پر طلباء کی امتحانات کی تیاری کے دوران مقابلہ جات کو مختصر کیا جائے تاکہ کھیل تماشے شائقین کے ضیاع وقت کا باعث نہ بنیں۔

7. سعودی حکومت کارٹون سازی کی جائز شکلوں کو اپنے لیے ذریعہ آمدن بنائے ،تو اس میں حرج نہیں۔ نیز اچھے کاموں کی ترغیب ، مفاسد پر تنقید کے لیے تمثیلی مکالمات اسٹیج کیے جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان میں موسیقی، کردار کشی، مردوزن کا اختلاط، انبیائے کرام، صحابہ کرام وغیرہ کی تمثیل نہ ہو اور غیر اخلاقی امور سے پاک ہو۔

8. سعودی حکومت کی جانب سے خواتین کی نیم عریاں اور حیا کے تقاضوں کے منافی تصاویر کی اشاعت کو ممنوع قرار دیتے ہوئے سزا متعین کی جاے ۔خواتین کے کھیلوں کے مقابلہ جات اور تفریحی مقامات پر عوام کے بطور تماشائی شامل ہونے پر پابندی عائد کی جاے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**(بیروت: دار صادر، س۔ن)، 2:541۔

Ibn e Manẓūr, Muḥammad Bin Mukarram, *Lisān Al-ʿarab*(Baīrūt:Dār Ṣādar,n.d.),2:541.

2۔ البقرۃ2:247۔

Al-Baqaḥraḥ, 2:119

3۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ**(لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء)، رقم: 4117۔

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd,*Sunan Ibn Māja*(Lahore:Maktaba Rahmāniya,2007),No: 4117.

4۔ حطیبة، شیخ طیب احمد، **تفسیر الشیخ احمد حطیبة**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1985ھ)، 6:122۔

Ḥuṭaība, Sheīkh Ṭayyeb Aḥmad, *Tafsīr of Sheīkh Ahmad Ḥuṭaība* (Baīrūt:Dār Aḥyā Al-Turāth Al-ʿarabī, 1985 AH),6:122.

5۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**(مصر: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 6:117۔

Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il, *Al-Jami 'al-Sahih* (Misar: Dar Tawq al-Najat, 1422 AH), 6:117.

6۔ رشید رضا، **تفسیر المنار**(مصر: الھئیة المصریة، 1990)، 4:251۔

Rashīd Raḍa,Tafsīr Al-Minār(Misar:Al-haīʼa Al-Miṣriya,1990),2:251.

7۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابوداؤد**(بیروت: المکتبة العصریة، س۔ن)، رقم: 2567.

Abū Dāʼūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Daʼūd*(Beīrūt:Al-Maktaba Al-Aṣriyya,n.d.),No: 2567.

8۔ ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: 4923.

Abū Dāʼūd,*Sunan Abū Daʼūd*, No: 4923.

9۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:5422۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #: 5422.

10۔ ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: 4926.

Abū Dāʼūd,*Sunan Abū Daʼūd*, No: 4926.

11۔ مودودی، مولانا ابوالاعلی، **تفہیم القرآن**(لاہور: ادارہ ترجمان القرآن 1949ء)، 1:88۔

Maudūdī, Maulāna Abū ʻAlā, *Tafḥīm al-Qurān* (Lāḥore:Idāraḥ Tajmān Al- Quran, 1949), 1: 88.

12۔ سورۃ الواقعہ 36:56۔

Al-Wāqiʿa,56:36.

13۔البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:568۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #: 568.

[14]۔ ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: 4926.

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 4926.

[15] . Saaty(1986)‹The history of the sports movement in Saudi Arabia. Jeddah: Dar A;-Ellm for printing and publishing

[16] - World Economic Forurm,s 2017 Global GenDer Gap Report, 2017

[17] . Khalid F.Alghenaim ‹Recreating Urban Space In Saudi Arabia‹ Private Sector Participation In Leisure, Sports, And Recreation, Middle Tennessee State University December 2013

[18]۔ القرضاوی،ڈاکٹر یوسف، **الحلال والحرام فی الاسلام**(کراچی: ادارۃ النور، س-ن)،69۔

Al-Qarḍāwī, Dr. Yūsuf, *Al-Ḥalāl Wa-al-Harām Fī Al-Islām*(Karāchī:Idāra Al-Nūr,n.d.),348.

[19]۔مارڈرن ریاست کی جانب سعودی عرب کا سفر،ڈاکٹر نوید اقبال،5مارچ2018،روزنامہ ایکسپریس پاکستان

Saudi Arabia's Journey to the Modern State, Dr. Naveed Iqbal, March 5, 2018, Daily Express Pakistan.

[20]۔ عثمانی، مفتی، محمود اشرف، **کھیل اور تفریح کی شرعی حدود**(لاہور: ادارہ اسلامیات،2004)،73۔

ʻUthmānī, Muftī, Maḥmūd Ashraf, *khaīl or Tafrīh kī Sherī' Ḥadūd* (Lahore: Idāra-e-Islāmīat, 2004), 73.

[21] - Word economic Forums 2021,Global Gender Gap Report,2021

22۔سورہ الاحزاب33:33

Al-Aḥzāb, 33:33.

[23]۔علوی،ڈاکٹر خالد، **اسلام کا معاشرتی وسماجی نظام**(لاہور: الفیصل ناشران، س-ن)،428۔

ʻAlvi, Dr. Khālid, Islām ka Muʻāshartī wa Samājī Niẓām (Lahore: Al-Faisal Nashirān, SN), 428.

[24]۔ شہزاد، ندیم احمد، **تفریح کا اسلامی تصور**(فیصل آباد: رحیم سنٹر پریس مارکیٹ،2003)،221۔

Sheḥzād, Nadīm Aḥmad, *Tafrīh ka Islāmī Taṣwar* (Faiṣalabād: Rahīm Center Press Markīt, 2003), 221.

[25]۔ ابنِ حجر، **فتح الباری**(دمشق: مکتبہ دارالفیحا،1418ھ)، 11:91۔

Ibn e Ḥajar,Fatḥ Al-Bārī(Damascus:Maktaba Dār Al-Fīḥā,1418AH),11:91.

26 ۔ مودودی، **تفہیم القرآن** ،2:612۔

Maudūdī, *Tafḥīm al-Qurān*, 2: 612.

27 ۔ ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم: .377۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 377.

28 ۔ ابوداؤد، **سنن ابوداؤد**، رقم:862 ۔

Abū Dā'ūd,*Sunan Abū Da'ūd*, No: 862.

[29]۔ رحمانی، ارشد علی، **تفریح وسیاحت، اس کے جائز وسائل**(نئی دہلی: ایفا پبلیکیشنز،2012)،533۔

Raḥmānī, Arshad ʻAlī, *Tafrīh wa Sīāḥat, is k Jāīz Wasāīl* (New Delhi: EFA Publīcations, 2017), 533.